ملے فردوس میں رفیع کو مقام رفیع

ہے خدا کی رحمت بہت وسیع

سلام لاجپوری

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب نور اللہ مرقدہ کا کچھ ذکر خیر

حصہ سوم

مرتب

عبدالسلام ابراہیم مارویا، لاجپوری

خادم مسجد قبا، اسٹامفورڈ ہل، لندن

میں طالب علم ہوں

فرمایا کہ میں طالب علم ہوں، طالب علمی کو اپنے لئے سرمایۂ نجات سمجھتا ہوں اور سرمایۂ حیات بھی، طلبہ کی برادری مساکین کی برادری ہے، اور مساکین ہی کے بارے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی تھی

اللھم احینی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین

اے اللہ! مجھے مسکین بنا کر زندہ رکھ اور مسکینی کی حالت میں میری موت ہو اور میرا حشر بھی مساکین کے ساتھ ہو۔

ہمارے والد صاحب (سابق مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہ) غالباً اسی دعا کی روشنی میں فرمایا کرتے تھے کہ یا اللہ! میرا جینا بھی طلبہ کے ساتھ ہو میرا مرنا بھی طلبہ کے ساتھ ہو اور میرا حشر بھی طلبہ کے ساتھ ہو۔

اللہ تعالی نے ان کی دعا قبول فرمائی، آخر وقت تک دار العلوم کراچی کے احاطے میں دار العلوم کے مکان میں قیام رہا، دار العلوم ہی میں نماز جنازہ پڑھی گئی ان کی قبر پر طلبہ نے مزدوروں کو ہاتھ نہیں لگانے دیا، خود طلبہ نے ان کی قبر تیار کی، ایسی صاف قبر بنائی کہ ایک صاحب مجھ سے کہنے لگے کہ میں نے کبھی ایسی صاف قبر نہیں دیکھی، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ طلبہ نے اپنی آنکھوں کی پلکوں سے اس کی صفائی کی ہے، ان کا جنازہ بھی طلبہ نے اٹھایا تھا اور طلبہ ہی نے انہیں سپرد خاک

کیا تھا، جنازہ میں اتنا ہجوم تھا کہ جنازہ کی چارپائی پر لمبے لمبے بانس باندھے گئے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انسانوں کے سمندر میں وہ جنازہ تیرتا ہوا جارہا ہے۔

آخری بیماری کے زمانے ہی میں ایک مرتبہ یہ خبر مشہور ہوگئی کہ والد صاحب کا انتقال ہوگیا ہے ملک و بیرون ملک سے خطوط، ٹیلی فون اور تار کا ایک تانتا بندھ گیا، سب جگہ سے تعزیتی خطوط آنا شروع ہوگئے، والد صاحب کو جب اس بات کا علم ہوا تو فرمایا کہ مجھے ایک بات کی خوشی ہوئی کہ الحمد للہ، ثم الحمد للہ، اللہ تعالی کے نیک بندے مجھ سے کتنی محبت کرتے ہیں، اللہ والے کسی سے محبت کریں تو یہ فال نیک ہیں، طلبہ اور مدرسہ کے اساتذہ مجھ ناچیز سے ایسی محبت کریں تو میرے لئے فال نیک ہے، مجھے اللہ رب العزت سے قوی امید ہے کہ وہ میری کمزوریاں جن سے میں واقف ہوں اور میرا رب واقف ہے ان شاء اللہ ان اللہ والوں کی محبت اور حسن ظن سے اللہ تعالی ان کمزوریوں کی بھی اصلاح فرمادے گا۔

واقعہ یہ ہے کہ میری زندگی کے عزیز ترین، محبوب ترین اور لذیذ ترین لمحات وہ ہوتے ہیں جو میرے طلبہ کے ساتھ گذرتے ہیں، دار العلوم کی تمام انتظامی ذمہ داریوں کا بوجھ مجھ پر ہے، فتوی کی ذمہ داری مجھ پر ہے، ملک کے نجانے کتنے اداروں، کتنی کونسلوں، کتنے بورڈوں اور کتنی کمیٹیوں کا رکن ہوں، ان کے اجلاس ہوتے ہیں، ان کے لئے بھی محنت و تیاری کرکے ان میں شریک ہونا پڑتا ہے، غیر ملکی سفروں کا بھی ایک سلسلہ جاری رہتا ہے، ان سب مصروفیات کے باوجود

میں نے اپنا تدریسی سلسلہ ختم نہیں کیا، ۱۹۶۰ء سے یہ سلسلہ شروع ہوا تھا، اب ۲۰۰۳ء ہے الحمدللہ، مجھے یہ خدمت دیتے ہوئے عیسوی اعتبار سے ۴۳ سال ہوگئے، درس نظامی کی تمام علوم وفنون کی کتابیں ابتداء سے انتہا تک پڑھانے کی اللہ تعالی نے توفیق عطا فرمائی، میرے مرشد حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفی صاحب رحمہ اللہ نے اس زمانے میں مجھ سے کہا بھی جب میری صحت بار بار بگڑ رہی تھی اور کاموں کا تحمل نہیں ہو رہا تھا کہ اسباق چھوڑ دو، میں نے عرض کیا کہ حضرت! مجھے اجازت دیجئے کہ کم از کم ایک درس برقرار رکھوں، فرمایا کہ اجازت ہے لیکن اپنے تحمل کو دیکھو، الحمدللہ، آج تک درس کا سلسلہ جاری ہے اور مسلم شریف کا درس مجھ سے متعلق ہے۔

میں نے اس خواہش کا اظہار اس لئے کیا کہ میں واقعۃً کہتا ہوں کہ میری زندگی کا لذیذ ترین وقت وہ ہوتا ہے جو طلبہ کے درمیان گذر جائے، ان سے باتوں میں گذرے یا ان سے خطاب میں گذرے، یہ میری روح کی غذا ہے اور میری دعا بھی یہی ہے کہ

اللھم احینی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین

یہ تو ایک جنم روگ ہے

قارئین میں جو علماء کرام ہے سب کے لئے حضرت رحمہ اللہ کی زندگی سے

ایک چیز جو سیکھنے کی ہے وہ یہ کہ ہم سب اپنے آپ کو تادم آخر طالب علم سمجھے اور علم کی طلب میں لگے رہیں اور اس نسبت کو اپنے لئے باعث سعادت تصور کرے، شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی دورۂ حدیث کی تکمیل کرتا ہے تو عام طور سے اس کے لئے ایک لفظ استعمال ہوتا ہے ''فارغ التحصیل،، مجھے یہ لفظ اچھا نہیں لگتا کیونکہ ''فارغ التحصیل،، کے لفظی معنی یہ ہیں کہ اب یہ تحصیل علم سے فارغ ہو گئے یعنی جو کچھ علم حاصل کرنا تھا وہ پورا ہو گیا اب اس کے بعد فراغت ہے، لیکن ظاہر ہے کہ یہ اس کا اصطلاحی مفہوم نہیں ہے، مطلب یہ ہے کہ تحصیل علم تو ایسی چیز ہے جو مہد سے لحد تک چلتی ہے اور انسان زندگی کے کسی بھی مرحلے میں اپنے آپ کو طلب علم سے مستغنی نہیں کرسکتا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ جل جلالہ نے فرمایا کہ ''وقل رب زدنی علما،، آپ یہ دعا کیجئے کہ اے پروردگار میرے علم میں اضافہ فرمائیے،، وہ ذات اقدس جو علوم اولین وآخرین کی جامع تھی ان سے زیادہ اس کائنات میں کوئی اعلم پیدا نہیں ہوا ہے نہ آئندہ ہوگا لیکن ان کو بھی اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ یہ دعا کرتے رہا کرو اے میرے پروردگار! میرے علم میں اضافہ فرما، لہذا درحقیقت جب ہم دورۂ حدیث کی تکمیل کرتے ہیں تو یہ علم سے فراغت نہیں ہے بلکہ یہ تو ایک جنم روگ ہے کہ زندگی بھر کے لئے اس کی ذمہ داری ہمارے اوپر عائد ہوتی ہے، علم سے کبھی فراغت نہیں ہوتی علم کی طلب کبھی ختم نہیں ہوتی اور مرتے دم تک جاری

رہتی ہے، ہمارے تمام سلف صالحین اور اکابر علماء نے کبھی بھی اپنے آپ کو مکمل عالم نہیں سمجھا ہمیشہ اپنے آپ کو طالب علم کہتے رہے۔ (جاری)